حضرت آدمؑ

خواجہ شمس الدین عظیمی

حضرت آدم علیہ السلام

خواجہ شمس الدین عظیمی

قرآن حکیم میں بیان کردہ

انبیاء کے واقعات پر مشتمل

بچوں کی سیریز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیارے بچو!

ہماری یہ زمین نیلا آسمان، روشن چمکدار سورج، خوبصورت چاند، جگمگ تارے، اونچے اونچے پہاڑ، بڑے بڑے سمندر، رنگ برنگ خوشنما پھول، قسم قسم کے پرندے، چوپائے اور جانور، جنت میں خوبصورت باغ اور عالیشان محل، حوریں، فرشتے، جنات اور انسان.....سب کو اللہ تعالیٰ نے بنایا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اُسے کسی نے پیدا نہیں کیا اور نہ کوئی اس سے پیدا ہوا بلکہ ساری کائنات اور تمام مخلوق اللہ کے حکم سے پیدا ہوئی۔ جب اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی نہ تھا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے اندر موجود خوبیوں کو ظاہر کرنے کے لئے پیار و محبت کے ساتھ یہ کائنات بنائی۔

اللہ تعالیٰ ساری کائنات کے مالک ہیں اور بہت زیادہ قوت و طاقت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جب کوئی کام کرنے کا ارادہ کرتے ہیں تو بس اتنا کہتے ہیں کہ ہو جا اور وہ کام فوراً ہو جاتا ہے۔ اس

طرح جب اللہ تعالیٰ نے کائنات بنانے کا ارادہ کیا تو حکم دیا کہ ''کُن'' یعنی 'بن جا' اور کائنات بن گئی۔

اللہ تعالیٰ نے کائنات میں اوپر تلے سات آسمان، لاکھوں کہکشانی نظام، بے شمار دنیائیں اور ان میں لاکھوں اقسام کی مخلوق الگ الگ شکل و صورت میں پیدا کر کے بہترین کاریگری کا مظاہرہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ بہت مہربان اور رحم کرنے والے ہیں اور وہ پیار و محبت سے اپنی تمام مخلوقات کی پرورش کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ پوری کائنات کے بادشاہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے پاس ہر چیز کے خزانے ہیں۔ سورج، چاند، زمین، آسمان، دریا، سمندر سب اُسی کے حکم سے اپنے اپنے کام میں لگے ہوئے ہیں۔ سورج سے ہمیں روشنی اور حرارت ملتی ہے اور سورج نکلنے کے بعد سب لوگ اپنے اپنے کاموں میں مصروف ہو جاتے ہیں۔ چاند کی چاندنی سے پھل اور اناج میٹھے اور مزیدار ہو جاتے ہیں۔ پانی اور ہوا سے درخت اور پودے پرورش پاتے ہیں اور ہمیں باغات میں پھل اور پھولوں کے خوبصورت مناظر نظر آتے ہیں۔ چشموں سے ٹھنڈا اور میٹھا پانی ابلتا ہے۔ برف کے بڑے بڑے گلیشئر اور بارش سے دریا، ندیاں اور نالے رواں دواں ہیں۔ درختوں کے بڑے بڑے گھنے جنگلات میں بے شمار جانور اور پرندے اپنی اپنی بولیاں بولتے ہیں اور ایک شاخ سے دوسری شاخ پر پھُدک پھُدک کر خوش ہوتے ہیں۔ زمین پر پہاڑوں کی زنجیر بنی ہوئی ہے۔ جس سے زمین اپنی جگہ پر قائم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں، زمین اور سمندر میں بے شمار چیزیں چھپا رکھی ہیں۔ سب چیزیں ایک دوسرے کی خدمت میں مصروف ہیں۔ اللہ میاں نے ہر مخلوق کو عقل و

شعور سے نوازا ہے۔ کسی میں عقل و شعور زیادہ ہے اور کسی میں کم۔ ہر مخلوق نہ صرف خود کو جانتی ہے بلکہ اپنی عقل و شعور کے مطابق یہ بھی جانتی ہے کہ ایک عظیم اور بابرکت ہستی نے انہیں پیدا کیا ہے اور وہی ہستی ان کی مالک ہے اور وہی ہستی ان سب کی پرورش کر رہی ہے۔ زمین وآسمان کی ہر چیز اُسی سے مدد مانگتی ہے اور اُس کی حمد و ثناء کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی بڑائی، طاقت اور خوبیوں کو ظاہر کرنے کے لئے سب سے زیادہ صلاحیتیں انسان کو عطا کی ہیں اور تمام خوبیاں انسان کے اندر چھپا رکھی ہیں۔ انسان نہ صرف اپنی ذات اور دیگر مخلوقات کا علم سیکھ سکتا ہے بلکہ وہ اللہ تعالیٰ کی خوبیوں اور طاقت کا علم بھی جان سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے چونکہ دوسری تمام مخلوقات میں سے صرف انسان کو اپنی صفات کا علم سیکھنے اور جاننے کی صلاحیت عطا کی ہے اس لئے انسان تمام مخلوقات سے اعلیٰ اور برتر ہے جو انسان اس علم کو حاصل کرلیتا ہے وہ کسی چیز کا محتاج نہیں رہتا بلکہ اللہ تعالیٰ اُسے تمام مخلوقات کا بادشاہ بنادیتے ہیں۔

زمین پر انسان کی پیدائش سے پہلے جنات آباد تھے۔ جنات بھی اچھے اور بُرے کام کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اچھے کاموں کا حکم اور بُرے کاموں سے منع فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ اچھے کام سے خوش ہوتے ہیں اور بُرے کام سے ناراض ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا کہنا نہ ماننا اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور سرکشی ہے۔ جھوٹ، چوری، مار پیٹ، لڑائی، جھگڑا، فساد، قتل اور خون خرابہ یہ سب بُرے کام ہیں۔

آہستہ آہستہ جنات میں بُرے کام زیادہ ہونے لگے۔ جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوئے اور کئی مرتبہ جنات کو سزا دی گئی لیکن یہ اپنے کاموں سے باز نہ آئے۔ جب زمین پر جنات کی سرکشی اور نافرمانی سے فساد زیادہ ہو گیا اور زمین کا نظام درہم برہم ہو کر خراب ہو گیا تب اللہ تعالیٰ نے انسان کو تخلیق کرنے کا ارادہ کیا تاکہ انسان کو اپنی صفات کا علم سکھا کر زمین کا حاکم بنائے۔

ایک دن اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین پر اپنا نائب، انسان بنا رہا ہوں اور جب میں اس کی شکل و صورت درست کر کے اس کے جسم میں اپنی روح پھونک دوں تو تم اس کی حاکمیت تسلیم کر لینا اور اس کے سامنے سجدہ کرنا۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کی نورانی مخلوق ہیں۔ ہر وقت اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء اور عبادت کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کو مانتے ہیں۔

اس موقع پر فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے کہا!

”اے پروردگار!

ہم ہر وقت آپ کی حمد و ثناء اور عبادت کرتے ہیں۔ آپ کا ہر حکم مانتے ہیں۔ ہم آپ کی عبادت اور حکم ماننے کے لئے کافی ہیں۔ انسان زمین پر فساد کرے گا اور زمین پر ہر طرف خون خرابہ پھیل جائے گا۔“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ!

"جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔"

اللہ تعالیٰ نے پہلے انسان کا نام "آدم" رکھا اور آدم کا جسم گوندھی ہوئی مٹی کے گارے سے بنایا جو خشک ہو کر ایسے بجتا تھا جیسے اندر سے خالی ہو۔ خلاء پر مشتمل یہ جسم نہ سُن سکتا تھا، نہ دیکھ سکتا تھا اور نہ بول سکتا تھا۔ بس یہ مٹی کا ایک بے جان، بے حس و حرکت پتلا اور ایک نا قابل ذکر شئے تھا۔ جب اللہ تعالیٰ نے اس خلاء میں اپنی روح پھونک دی تو روح کے داخل ہوتے ہی مٹی کی مورت گوشت پوست کے جاندار جسم میں بدل گئی اور انسان دیکھنے، سُننے اور بولنے لگ گیا۔

انسان کی تخلیق، اللہ کی صفات کا خوبصورت مظاہرہ ہے۔ انسان جسم اور روح کا مجموعہ ہے۔ روح، اللہ کی صفات کے علم اور حکم پر کام کرتی ہے۔ روح میں زندگی اور حرکت اللہ تعالیٰ کی صفات کی وجہ سے ہے۔

پھر اللہ تعالیٰ نے آدم کو صفات کا علم سکھا کر فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرشتوں سے پوچھا:

"اگر تم اس علم سے واقف ہو تو بیان کرو۔"

فرشتوں نے اللہ تعالیٰ سے کہا:

"ہم تو اتنا ہی علم جانتے ہیں جتنا آپ نے ہمیں سکھایا ہے۔ حقیقت میں تو آپ ہی تمام علم اور حکمت جاننے والے ہیں اور تمام تعریفیں آپ کے لئے ہیں۔"

فرشتوں نے اپنی کم علمی کا اعتراف کر کے عجز و انکساری کا اظہار کیا تو اللہ تعالیٰ نے آدم کو حکم دیا۔

''اے آدم! فرشتوں کو صفات کا علم بتاؤ۔''

آدم علیہ السلام نے فرشتوں کے سامنے اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ علم بیان کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا:

''میں زمین و آسمان کی تمام باتیں جانتا ہوں۔ جو کچھ تم ظاہر کرتے ہو وہ بھی میرے علم میں ہے اور جو کچھ چھپاتے ہو وہ بھی میرے علم میں ہے۔ میں تمام علوم کا جاننے والا ہوں۔''

آدم علیہ السلام کے علم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم دیا کہ آدم کی حاکمیت تسلیم کرتے ہوئے اس کے سامنے سجدہ کرو۔ چونکہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی فرمانبردار مخلوق ہیں لہٰذا وہ فوراً جھک گئے۔ فرشتوں کے ساتھ قوم جنات کا ایک عالم اور عبادت گذار فرد عزازیل بھی موجود تھا۔ عزازیل اپنے علم کی وجہ سے فرشتوں کا استاد بن گیا تھا اور ان کے ساتھ رہتا تھا۔ عزازیل اپنے علم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے بہت قریب تھا لیکن اس کو اپنے علم اور عبادت پر بہت غرور ہو گیا تھا۔ عزازیل نے غرور و تکبر میں اللہ تعالیٰ کا حکم نہ مانا اور آدم علیہ السلام کے سامنے نہیں جھکا۔

اللہ تعالیٰ نے عزازیل سے پوچھا:

''میرے حکم کے باوجود تو کس وجہ سے آدم کے سامنے نہیں جھکا؟''

عزازیل نے جواب دیا:

"اے اللہ! آپ نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم کو مٹی سے۔ کیا میں اس آدم کے سامنے جھک جاؤں جسے تُو نے مٹی سے بنایا ہے؟ میں آدم سے بہتر اور برتر ہوں۔"

اس طرح عزازیل نے غرور اور تکبر کا مظاہرہ کیا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی نافرمانی کی۔ اللہ کے حکم کی نافرمانی سے عزازیل اللہ کی رحمت اور قُرب سے محروم ہو گیا اور اس کا نام ابلیس یعنی "شیطان" ہو گیا۔ ابلیس کا مطلب رنج و غم اور مایوسی و پریشانی میں دل شکستہ ہو کر ٹوٹ پھوٹ جانا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے علم اور عزت سے محروم کر کے جنت سے نکال دیا اور شیطان غرور و نافرمانی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے دُور ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ کے قریب کوئی ایسا فرد نہیں رہ سکتا جو مغرور، نافرمان اور ناشکر گزار ہو اور سرکشی دکھائے۔

ابلیس نے اپنی سرکشی اور نافرمانی پر ندامت اور توبہ نہیں کی بلکہ ہٹ دھرمی اور الزام تراشی کرتے ہوئے بولا:

"اے اللہ! تُو نے مجھے صراط مستقیم یعنی سیدھے راستے سے ہٹا دیا اور مجھ پر سیدھی راہ بند کر دی ہے۔ مجھے قیامت تک مہلت دے۔ میں آدم اور آدم کی اولاد کو گمراہ کر دوں گا۔ ان پر ان کی اصل حقیقت کھلنے نہیں دوں گا۔ میں آدم کی اولاد کو سیدھے راستے سے بھٹکانے کے لئے ان پر ہر طرف سے حملہ کروں گا۔ میں ان پر جھوٹی خوشیوں اور دھوکہ کا جال بُن دوں گا۔"

اے اللہ! تُو ان میں سے اکثر کو شکر گزار نہ پائے گا۔ میں آدم کی اولاد کو آدم کے علم اور عزت سے محروم کر کے رہوں گا اور ان کے بہت کم افراد اس ہلاکت سے بچیں گے۔ البتہ ان میں جو تیرے مخلص اور شکر گزار بندے ہوں گے وہ میرے دھوکہ اور بہکانے میں نہیں آئیں گے۔"

اللہ تعالٰی نے فرمایا:

"یہاں سے نکل جا۔ آج سے تُو ذلیل اور ٹھکرایا ہوا ہے۔ تجھے روز قیامت تک مہلت ہے۔ آدم کی اولاد میں سے جو تیری بات مانے گا وہ تیرا ساتھی ہو گا۔ جس کو تُو بہکانے اور دھوکہ دینے کی کوشش کر سکتا ہے، کر لے۔ ان کو مال اور اولاد کے خوشنما اور جھوٹے وعدے سے دھوکہ دینے کی کوشش کر لے۔ جو سیدھے راستے سے ہٹ جائے گا وہ تیرا ساتھی ہو گا اور میں قیامت کے دن تم سب سے جہنم کو بھر دوں گا۔ البتہ میرے مخلص، سچے اور شکر گزار بندوں پر تیرا زور نہیں چلے گا اور وہ تیرے دھوکہ میں نہیں آئیں گے۔"

اس کے بعد اللہ تعالٰی نے آدم علیہ السلام سے کہا:

"اے آدم! تم اور تمہاری بیوی دونوں جنت میں خوشی خوشی رہو۔ جہاں سے دل چاہے کھاؤ، پیو اور امن و چین سے جنت کے محلات اور باغات میں رہو لیکن یاد رکھو! اس ایک خاص درخت کے قریب نہ جانا۔ اگر تم اس کے پاس گئے تو حد سے بڑھ جاؤ گے اور زیادتی کرنے والے لوگوں میں شامل ہو جاؤ گے۔

شیطان تمہارا اور تمہاری بیوی کا کھلا دشمن ہے۔ایسا نہ ہو کہ یہ تمہیں جنت سے نکال کر رہے۔ تمہارے لئے جنت کی زندگی میں بھوک ہے نہ پیاس اور نہ کوئی اذیت و تکلیف ہے۔ ایسا نہ ہو کہ تم جنت کی راحت وآرام کی زندگی سے نکل جاؤاور زمین کی محنت و مشقت کی زندگی میں داخل ہو جاؤ۔''

حضرت آدم علیہ السلام اور ان کی بیوی جن کا نام 'حوا' تھا، جنت میں داخل ہو گئے اور جنت کے خوبصورت محل اور باغات میں خوشی اور آرام و سکون کی زندگی بسر کرنے لگے۔ جنت میں کسی قسم کی پریشانی نہیں تھی۔اُن کا دل جس چیز کی خواہش کرتا وہ چیز اُن کو مل جاتی۔ بڑے بڑے باغات میں دلفریب پھول اور پھل موجود تھے۔آدم و حوا ہیرے و جواہرات سے آراستہ خوبصورت محلات میں رہتے تھے اور خوب مزے کی زندگی گزر رہی تھی۔ حضرت آدم علیہ السلام اور حضرت حوا کو جب کسی چیز کی ضرورت ہوتی تھی تو وہ انہیں مل جاتی تھی۔

پھر ایسا ہوا کہ انسان کا دشمن اور حاسد شیطان موقع پا کر جنت میں داخل ہو گیا اور اُس نے بی بی حوا اور حضرت آدم علیہ السلام کے دل میں اللہ کے حکم کی نافرمانی کرنے کا شیطانی خیال ڈال دیا۔ شیطان نے جھوٹی قسم کھا کر حضرت آدم علیہ السلام اور بی بی حوا کو یقین دلا دیا کہ وہ ان کا ہمدرد ہے اور ان کی خیر خواہی چاہتا ہے۔

شیطان کی وسوسہ اندازی نے ان کے قدم ڈگمگا دیئے اور وہ بھول کر درخت کے قریب چلے گئے۔ اس نافرمانی سے جنت کا لباس ان کے جسم پر سے اُتر گیا اور وہ برہنہ ہو گئے۔ شرمندگی، افسوس اور غم و پریشانی میں انہوں نے درخت کے پتوں سے اپنا جسم چھپایا۔

حضرت آدم علیہ السلام اور حوا جنت میں خوش و خرم اور آرام و سکون کی زندگی گزار رہے تھے لیکن نافرمانی کے بعد خوشی کے بجائے رنج و غم، آرام و سکون کی جگہ خوف و پریشانی نے انہیں گھیر لیا۔

اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری سے اللہ کی قربت اور شیطان کی فرمانبرداری سے شیطان کی دوستی ملتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا دوست خوش رہتا ہے اور یقین کی زندگی گزارتا ہے۔ شیطان کا دوست مایوس، پریشان اور درد و تکلیف کی زندگی گزارتا ہے۔

بے شک!

شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

اس نافرمانی پر اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے پوچھا:

''کیا میں نے تمہیں اس درخت کے قریب جانے سے منع نہیں کیا تھا؟''

حضرت آدم علیہ السلام نے ندامت سے کہا:

''اے میرے رب!

میں نے بھول کر آپ کی نافرمانی کی اور صفات کے علم اور آپ کے قُرب سے دُور ہو گیا۔ جنت کی آرام و آسائش والی زندگی بھی ختم ہو گئی۔ اس طرح نافرمانی کر کے ہم نے خود اپنے آپ پر

بہت بڑا ظلم کیا۔ اگر آپ ہم پر رحم فرما کر ہمیں معاف نہیں کریں گے اور یہ نعمتیں دوبارہ عطا نہیں کریں گے تو ہمیں بہت بڑا نقصان ہو جائے گا۔"

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت سے حضرت آدم علیہ السلام کی معافی قبول کر لی اور انہیں ایک معین مدت تک زمین پر زندگی گزارنے کا حکم دیا اور کہا:

"زمین پر محنت و مشقت کی زندگی گزارو۔ ہم تمہیں سیدھا راستہ دکھائیں گے۔ ہمارے پیغمبر تمہاری اولاد کو نیک اور اچھے کاموں کا حکم پہنچائیں گے۔ جو شخص سیدھا راستہ اختیار کر کے نیک کام کرے گا اس کے لئے خوف اور غم نہ ہو گا۔ جو شخص پیغمبروں کی بات نہیں مانے گا وہ جہنم میں داخل کر دیا جائے گا۔

زمین پر شکر گزار بندوں کی طرح رہو اور نیک عمل سے دوسرے انسانوں کی خدمت اور خیر خواہی کرو۔ اس طرح تم وہ تمام نعمتیں دوبارہ حاصل کر لو گے جو تمہیں جنت میں حاصل تھیں۔

یاد رکھو!

شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔ جو کوئی شیطان کے دھوکے میں آکر دنیا کی مختصر زندگی کے خوش نما آرام و آسائش کے لئے نافرمانی کرے گا اور بُرے کاموں سے دوسرے لوگوں کو تکلیف پہنچائے گا اور جو آدمی انسانوں کا دل دُکھائے گا وہ شیطان کا دوست اور ساتھی بن کر جہنم میں داخل ہو جائے گا۔"

حضرت آدم علیہ السلام نے زمین پر گزر بسر کے لئے کھیتی باڑی شروع کی۔ آپؑ نے پہلی بار کھیتوں اور باغات میں مختلف فصلوں اور پھلوں کا اُگایا۔ اپنے کام کرنے کے لئے پتھروں سے مختلف اوزار اور شکار کرنے کے لئے مختلف ہتھیار بنائے۔ یہ پتھر کا زمانہ کہلاتا ہے۔ آگ کا استعمال بھی آپ نے شروع کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام کے زمانے میں ہی انسان کو طب، حساب اور موسیقی کا علم جاننے کا موقع ملا۔

حضرت آدم علیہ السلام کی کئی اولادیں ہوئیں۔ قابیل اور ہابیل آپ کے مشہور صاحبزادے ہیں۔ قابیل بڑا بھائی تھا۔ اُس نے شادی کے لئے اللہ تعالیٰ اور حضرت آدم علیہ السلام کا طریقہ اور فیصلہ ماننے سے انکار کیا اور اپنے چھوٹے بھائی ہابیل سے لڑنے مرنے پر تیار ہو گیا۔

اس فساد کو ختم کرنے کے لئے حضرت آدم علیہ السلام نے فیصلہ کیا کہ قابیل اور ہابیل دونوں اپنی اپنی قربانی اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کریں اور پھر جس کی قربانی قبول ہو جائے اُس کی شادی اقلیمہ سے کر دی جائے جو بہت خوبصورت لڑکی تھی۔

اُس زمانے میں قربانی کا دستور یہ تھا کہ قربانی کی چیز اونچی جگہ پر رکھ دی جاتی تھی۔ آسمان سے آگ نمودار ہو کر جس چیز کو جلا دیتی تھی وہ قربانی قبول سمجھی جاتی تھی۔

قابیل نافرمان اور ایک بدنیت شخص تھا۔ اُس نے اپنے غلہ سے کیڑوں کی کھائی ہوئی گھٹیا چیز قربانی کے لئے رکھی جبکہ ہابیل ایک فرماں بردار، صلح جُو اور خوش نیت فرد تھا جو لڑائی

اور فساد کو شیطانی کام سمجھتا تھا۔اُس نے پاک صاف اور سچے دل سے اللہ تعالیٰ کے حضور قربانی کے لئے اپنے ریوڑ میں سے ایک بہترین دنبہ قربانی کے لئے پیش کیا۔ پھر یہ ہوا کہ آسمان سے آگ نمودار ہوئی اور ہابیل کی پیش کردہ قربانی کو جلا دیا۔اس طرح ہابیل کی قربانی قبول ہوگئی اور خوبصورت اقلیمہ سے ہابیل کی شادی طے ہوگئی۔

قابیل نے جوش اور نافرمانی میں اس فیصلہ کو ماننے سے انکار کر دیااور غیض وغضب میں آ کر ہابیل سے کہا کہ میں تجھے قتل کر دوں گاتا کہ تو اپنی مراد نہ پاسکے۔

ہابیل نے جواب دیا کہ میں نے نیک نیتی سے اللہ تعالیٰ کے سامنے قربانی پیش کی تھی اور میں اللہ کا فیصلہ قبول کرتا ہوں۔اللہ کے سامنے فرمانبرداری اور سچے دل سے پیش کی گئی قربانی ہی قبول ہو سکتی ہے۔ وہاں طیش و غصہ میں کسی بدنیت اور نافرمان کی پیش کی گئی قربانی قبول نہیں ہو سکتی۔

لڑائی، جھگڑا اور فساد تو شیطانی کام ہے۔ میں تو اللہ کا فرمانبردار اور شکر گزار بندہ ہوں۔ میں ہر گز تجھ سے لڑائی نہیں کروں گا۔ باقی جو تمہاری مرضی ہو وہ کرو۔ قیامت کے دن اپنے کئے ہوئے کام کا جواب اللہ تعالیٰ کو دینا ہوگا۔‘‘

قابیل پر اس نصیحت کا کچھ اثر نہ ہوا اور اُس نے غصہ میں اپنے بھائی کو قتل کر دیا۔

نافرمانی اور ضد شیطانی کام ہیں۔ قابیل کے برعکس ہابیل کی سوچ اور عمل اچھا کردار ہے۔ جس میں شیطان کی بجائے اللہ کے حکم اور مرضی کے مطابق عمل نظر آتا ہے۔ اچھے اور پاک کردار کے لوگ اللہ کے دوست بن جاتے ہیں۔

انسان کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ انسان کی رگِ جان سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اللہ انسان کا حامی اور مددگار ہے۔ وہ بہترین کارساز اور ہمارا خالق، مالک ار رب ہے۔ اللہ تعالیٰ کی عطاکردہ رحمت اور نعمت پر اللہ کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے بندوں کی مدد کا وعدہ فرمایا ہے۔ جو اللہ سے اپنا تعلق قائم کرتے ہیں اور دوستی رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ پورا کرتا ہے۔ کیونکہ وہ ہر چیز پر غالب ہے اور ہر کام کرنے کی طاقت اور قدرت رکھتا ہے۔ اس کے لئے کوئی کام مشکل نہیں۔

اللہ تعالیٰ ساری کائنات، زمین وآسمان، مشرق و مغرب کا رب اور بادشاہ ہے۔ زمین و آسمان میں اُسی کا حکم چلتا ہے۔ وہ ہر بات کا علم رکھتا ہے۔ وہ زندہ و قائم ہے اور ہر ایک کو زندگی عطا کرتا ہے۔ اس کی رحمت ہر چیز کو گھیرے ہوئے ہے۔ اللہ تعالیٰ بے حساب رزق عطا کرتا ہے۔ جو بھی اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ تعالیٰ اُس بندے کے تمام کاموں کو پورا کرنے کیلئے کافی ہے۔ زمین وآسمان میں وہی تعریف اور عبادت کے لائق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی خوبیوں کو ظاہر کرنے کے لئے ایک نہیں بلکہ بے شمار دنیائیں بنائی ہیں اور وہ انسان کو ایک دنیا سے دوسری دنیا کی زندگی میں منتقل کرتا ہے۔ ہر دنیا میں بے شمار مخلوقات آباد ہیں۔

اللہ تعالیٰ آسمان اور زمین کا نور ہیں۔ زمین و آسمان میں موجود تمام مخلوق کو اللہ کے نور سے روشنی ملتی ہے۔ یہ روشنی ہی زندگی ہے۔ انسان، فرشتے، جنات، حیوان، پودے، پہاڑ، دریا سب اس روشنی سے زندہ ہیں۔ اسی روشنی نے تمام مخلوق کو ایک رشتے میں جوڑا ہوا ہے اور اللہ تعالیٰ کی پیدا کردہ ہر چیز دوسروں کو فائدہ پہنچا رہی ہے۔

پانی اللہ کی تخلیق ہے اور پانی سے اللہ کی تمام مخلوق فائدہ اٹھا رہی ہے۔ سورج، چاند اور ہوا سے انسان، جانور، پودے سب فائدہ حاصل کر رہے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ہی تمام چیزیں بنائی ہیں اور اللہ صرف ایک ہے۔ اگر کائنات میں ایک سے زیادہ اللہ یا خالق ہوتے تو ایک خالق کی چیز کسی دوسرے خالق کی چیز کو فائدہ نہ دیتی اور اُن کی آپس میں لڑائی ہو جاتی اور تمام دنیا تباہ و برباد ہو جاتی۔ کوئی کام پورا نہ ہوتا۔ ہمارے پیارے رسول حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے کائنات کو سنبھالنے اور قائم رکھنے والی ہستی کا نام

''اللہ'' بتایا ہے۔

پھول جیسے پیارے بچو! اور میرے دوستو!

اللہ کے دوست اور ہمارے بزرگ حضرت قلندر بابا اولیاء رحمتہ اللہ علیہ نے بتایا ہے کہ انسان جسم اور روح کا مجموعہ ہے اور ہمارا جسم روح کے لباس کی طرح ہے۔ جس طرح ہم کپڑے کا لباس استعمال کرتے ہیں اسی طرح ہمارا جسم بھی روح کا لباس ہے۔

اللہ تعالیٰ نے پہلے انسان حضرت آدم علیہ السلام کے جسم کا پُتلا مٹی کے گارے سے بنایا تو یہ نہ بول سکتا تھا، نہ سُن سکتا تھا اور نہ کوئی حرکت کرتا تھا۔ اس کے بعد جب اللہ تعالیٰ نے اس جسم میں روح ڈال دی تو یہ بے جان مٹی کا پُتلا ہڈیوں، گوشت پوست، دل، دماغ، آنکھ، ناک اور کان پر مشتمل جسم میں بدل گیا اور دیکھنے، سننے، بولنے اور سمجھنے لگ گیا۔ جب تک جسم میں روح نہیں ہوتی تو یہ مٹی کا بے جان پُتلا تھا اور اسی طرح جب روح جسم سے نکل جاتی ہے تو گوشت پوست کا جسم بھی بے جان ہو جاتا ہے۔ انسان، اللہ تعالیٰ کی بہترین تخلیق ہے۔ انسان کے جسم میں دل، دماغ، پھیپھڑے، گردے، خون اور ہڈیوں کا پورا نظام کام کر رہا ہے۔ دماغ میں بارہ ارب خلئے کام کرتے ہیں۔ یہ سب کمال روح کا ہے اور اس نظام کی بنیاد پر ہی انسان نے غور و فکر کے ذریعے ٹیلی فون، جہاز اور کمپیوٹر جیسی عظیم الشان چیزیں بنائی ہیں۔

جس طرح جہاز کو اُڑانے کے لئے پیٹرول کی ضرورت ہوتی ہے، کمپیوٹر بجلی سے چلتا ہے اسی طرح انسان کا جسم اور روح اللہ کے نور پر زندہ ہیں۔ روح اللہ کا اَمر یعنی حکم ہے اور اللہ کا حکم یہ ہے کہ جب وہ کوئی کام کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ کام فوراً ہو جاتا ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام نے اللہ کے عطا کردہ اس علم کا مظاہرہ جنت کی زندگی میں کیا۔ جنت نور اور رنگ برنگ روشنی کی دنیا ہے۔ جب اللہ کے عطا کردہ حکم اور اختیار کے تحت حضرت آدم علیہ السلام جنت میں کسی چیز کی خواہش کرتے تھے وہ انہیں مل جاتی اور اس کے لئے کسی قسم کی محنت، کوشش کی ضرورت نہیں پڑتی تھی اور نہ انتظار کرنا پڑتا تھا۔

جنت میں جب حضرت آدم علیہ السلام پھل کھانا چاہتے تو فوراً ہی ہر قسم کے مزیدار اور خوشبودار رنگ برنگ پھل مل جاتے لیکن زمین پر پھل حاصل کرنے کے لئے آدمی کو محنت کرنی پڑتی ہے۔ سیب کے درخت کی پرورش کے لئے سات سال تک زرخیز زمین میں پانی، کھاد، دھوپ، ہوا اور روشنی و حرارت سے دیکھ بھال اور پرورش کی جائے تب درخت پر سیب لگتے ہیں اور انسان یہ سیب کھا سکتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے زمین پر انسان کے لئے بے شمار وسائل پیدا کئے۔ ان وسائل میں اللہ کی صفات کا مادی رُخ کام کر رہا ہے۔ جو انسان ان میں غور و فکر کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ عقل و شعور سے کام لیتا ہے وہ اعلیٰ زندگی گزارتا ہے۔ زندگی کی آسائشیں اُسے حاصل ہوتی ہیں اور وہ دوسروں کا محتاج نہیں ہوتا۔

اللہ تعالیٰ نے زمین پر مادی زندگی کو محنت و کوشش سے جوڑ رکھا ہے۔ دنیا میں وہی قوم کامیاب ہوتی ہے جو اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ صلاحیت اور غور و فکر سے نئی نئی ایجادات کرتی ہے۔ ایسی قوم دنیا پر حاکم بن جاتی ہے۔

پیارے بچو!

آخرت میں وہ لوگ کامیاب ہونگے جو اللہ کی مخلوق کے فائدے اور آسانی کے لئے ایجادات کریں۔ مخلوق کو تباہ و برباد کرنے والی ایجادات بُرے کام ہیں اور اللہ کی دی ہوئی

صلاحیت اور وسائل کا غلط استعمال اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد کو دنیا میں اچھے اور بُرے کام کرنے کا اختیار دیا گیا ہے۔ جو کوئی اچھے کام کرتا ہے۔ اس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتے ہیں اور جو کوئی بُرے کام کرتا ہے اس سے اللہ تعالیٰ خوش نہیں ہوتے۔

اللہ تعالیٰ یہ چاہتے ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد اس زمین پر اچھے اور نیک کام کرے۔ مخلوق کے لئے فائدے کی چیزیں بنائے۔ اپنا اصل مقام جنت دوبارہ حاصل کرے اور اس علم کو دوبارہ جان لے جس کی بناء پر وہ تمام مخلوقات سے افضل اور اُن پر حاکم بنایا گیا تھا۔

جو انسان اپنی روح اور روح کے علوم جان لیتا ہے وہ زمین پر اللہ کا نائب اور حکمران بن جاتا ہے اور دنیا کی تمام چیزیں اس کے تابع ہو جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اچھے اور بُرے کام سمجھانے کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبر اس دنیا میں بھیجے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام اور اللہ کے دوستوں نے ہمیشہ اللہ سے محبت اور امن کا پیغام دیا ہے اور یہ بتایا ہے کہ دنیا کی ہر نعمت اللہ تعالیٰ نے انسانوں کے لئے بنائی ہے تاکہ وہ بہترین اور پُر آسائش زندگی گزاریں لیکن دنیا اور دنیا کی زندگی انسان کی منزل نہیں ہے۔ انسان کو دوبارہ اللہ کی طرف واپس جانا ہے۔

جو لوگ صرف اور صرف دنیا کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لیتے ہیں وہ دنیا حاصل کرنے کے باوجود بے چین اور پریشان رہتے ہیں اور جو دنیاوی دولت کو اللہ کی دی ہوئی نعمت سمجھ کر

استعمال کرتے ہیں وہ خوف و غم سے نجات حاصل کر لیتے ہیں اور اللہ کے دوست بن جاتے ہیں۔

پیارے بچو!

آؤ عہد کریں!

ہم نیک اور سچے انسان بن کر ماں باپ اور استاد کا کہنا مانیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے محبت سے ساری چیزیں بنائی ہیں ہم دنیا کی ہر چیز کو اللہ کی طرف سے دی گئی چیز سمجھ کر استعمال کریں گے۔

اللہ تعالیٰ محبت کرنے والے بندوں سے خوش ہوتے ہیں۔ ہم ہر شخص سے محبت کریں گے، بڑوں کا احترام کریں گے اور چھوٹوں کے ساتھ شفقت سے پیش آئیں گے۔

جس طرح اللہ میاں ہم سے محبت کرتے ہیں ہم بھی اللہ سے اور اس کے محبوب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کریں گے اور شکر گزار بندے بن کر اللہ سے دوستی کریں گے۔

سب سے بڑا بادشاہ......احکم الحاکمین اللہ ہے اور سب سے بڑے انسان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

قرآن حکیم میں بیان کردہ انبیاء کے واقعات پر مشتمل بچوں کی سیریز

1۔ حضرت آدمؑ

2۔ حضرت ادریسؑ

3۔ حضرت نوحؑ

4۔ حضرت ھودؑ

5۔ حضرت صالحؑ

6۔ حضرت ابراہیمؑ

7۔ حضرت لوطؑ

8۔ حضرت اسماعیلؑ

9۔ حضرت اسحاقؑ

10۔ حضرت یعقوبؑ

11۔ حضرت یوسفؑ

12۔ اصحاب کہفؓ

13۔ حضرت شعیبؑ

14۔ حضرت یونسؑ

15۔ حضرت ایوبؑ

16۔ حضرت ذوالقرنینؑ

17۔ حضرت موسیٰؑ

18۔ حضرت ہارونؑ

19۔ حضرت یوشعؑ

20۔ حضرت حزقیلؑ

21۔ حضرت الیسعؑ

22۔ حضرت ذوالکفلؑ

23۔ حضرت الیاسؑ

24۔ حضرت سیموئیلؑ

25۔ حضرت طالوتؑ

26۔ حضرت داؤدؑ

27۔ حضرت لقمانؑ

28۔ حضرت سلمانؑ

29۔ حضرت عزیرؑ

30۔ حضرت ذکریاؑ

31۔ حضرت یحییٰؑ

32۔ حضرت عیسیٰؑ

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم